السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

سوال.جماعت اہل حدیث : ایک مسجد میں اہل حدیث نماز آمین بالجہر کہہ کرادا کرتے ہیں ، لیکن حنفی صاحبان بلند آمین سے نماز پڑھنے پر روکتے ہیں ۔ چوں کہ اہل حدیث بلند آمین کہنے کو فعل نبی یعنی : سنت سمجھتے ہیں اور روکنے پر آیت : '' ومن أظلم ممن منع مساجد اللہ أن یذکر فیھا اسمہ ، الخ پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روکنے والے اسی آیت کے مطابق گنہگار ہوں گے ، اس کی مخالفت میں حنفی صاحبات ایک آیت : '' واما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین ،، اورحدیث مسلم شریف : '' إیاکم وإیاھم لایضلونکم ولایفتنونکم ،، ادھوراٹکڑا ، اوراِبن حبان کی حدیث کا اتنا ٹکڑا کہ '' لاتصلوا معھم ،، اور '' درمختار ،، جلداول ص 489 کا حوالہ کہ '' ویمنع منہ (ای من المسجد) کل موذ ولوبلسانہ ،، مسجد میں آنے دینے کے لیے دلیل میں پیش کرتے ہیں ۔ اگرچہ ان احناف کے حوالہ جات مذکور میں کہیں بھی آمین کا ذکر نہیں ہے اور غیر مکمل ٹکڑے ہیں چونکہ مسلم شریف وغیرہ ودیگر کتب احادیث میں خود بلند آمین کہنے کی حدیثیں بہت موجود ہیں ۔ تاہم دریافت طلب یہ سوال یہ ہے : مذکورہ آیت سے کون لوگ مراد ہیں ؟

مسلم شریف کی روایت '' لایضلونکم ،، سے کون لوگ مراد ہیں ؟ کیوں کہ صاحب مسلم شریف خود بلند آمین کہا کرتے تھے ؟

ابن حبان کے ٹکڑے '' لاتصلوا معھم ،، سے کیا مراد ہے ؟ اور کیا حدیث ہے ؟

درمختار '' ویمنع منہ ای من المسجد کل موذ ولوبلسانہ ،، سے کون ایذاء مراد ہے ؟ ، کیوں کہ اس میں بلند آمین کا قطعی ذکر نہیں ، تاہم ان مذکورہ حوالہ جات کے صحیح مطالب کیا ہیں اور بلند کہنے کی مخالفت میں یہ آسکتے ہیں یا نہیں ؟ سائل الٰہی بخش از رتلام

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مفتی بریلی نے اہل حدیثوں کو مسجد سے روکنے اور منع کرنے پر یہ دلیل پیش کی ہے کہ اہل حدیث اہل السنة والجماعت نہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ : اہل السنہ کے علاوہ جتنے فرقے ہیں سب گمراہ ہیں بددین ہیں جن کی بددینی میں کوئی شبہ نہیں ہے ۔ ،، خلاصہ یہ ہوا کہ صرف بریلوی حنفی اہل سنت والجماعت ہیں باقی تمام مسلمان بددین وگمراہ ، بلکہ ان کے مشہور اور چلتے ہوئے فتویٰ کے مطابق کافر ہیں ۔ اب عقل وانصاف ، علم ودیانت کی روشنی میں غور کرنا ہے کہ اہل السنہ والجماعہ کس کوکہتے ہیں اور اس کا صحیح مصداق کون ہے ؟ یعنی : اس کی صحیح تعریف کیا ہے اور وہ کس پر صادق آتی ہے ؟ تعریف ومصداق متعین ہوجانے کے بعد خود بخود واضح ہوجائے گا کہ بریلوی حنفیوں پر اہل سنت والجماعت کی تعریف صادق آتی ہے یا نہیں ؟ اس کے متعلق ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہنا چاہتے بلکہ حنفی مذہب کی معتبر کتاب اور حضرت پیران پیر کے قول اور پیغمبر اسلام ﷺ کی حدیث صحیح سے اس کی تعریف ومصداق واضح کریں گے ۔

واضح ہو کہ اہل السنہ والجماعة میں تین الفاظ ہیں اہل ، السنہ ، والجماعة ، ہل کے معنی ہیں : والا ۔ جیسے : اہل مال : مال والا ، اہل علم : علم والا ، اہل خانہ : گھر والا ، السنہ کے معنی ہیں : طریقہ کے ۔ اس سے مراد طریقہ رسول ہے ، یہ ایک مشہور اور کھلی ہوئی بات ہے ۔ الجماعة کے معنی ہیں : گروہ کے ۔

اب رہی یہ بات کہ اس جماعت سے کون سی جماعت مراد ہے ؟ پس معلوم ہونا چاہیے کہ اس سے وہی جماعت مراد ہے جو سنت (طریقہ رسول) کے قائم ہونے کے ساتھ قائم ہوئی ہو ، یعنی جب سے سنت قائم ہوا اس وقت سے یہ جماعت بھی قائم ہوئی اور یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اس وقت اسلام میں ، جماعت صحابہ کے سوا دوسری جماعت قائم نہیں ہوئی تھی ۔ لہذا جماعت سے مراد صحابہ رسول کے سوا دوسری جماعت مراد ہی نہیں ہوسکتی ۔ پس خود اہل سنت والجماعت کے الفاظ نے اپنی تعریف اور اپنا سچا مصداق بتادیا کہ اہل سنت والجماعت وہ ہے جو سنت (طریقہ رسول) کا پابند ہو اور جماعت صحابہ کا پیرو ہو ۔ اب غور سے سننا چاہیے کہ حنفی مذہب کی معتبر اور چوٹی کی کتاب '' توضیح تلویح ،، میں لکھا ہے کہ : أہل السنة والجماعة ، وہم الذین طریقتہم طریقة الرسول علیہ السلام وأصحابہ ،، یعنی : اہل سنت والجماعت وہی ہیں جن کا طریقہ وہی ہے ۔ جو طریقہ کہ رسول ﷺ اور ان کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا ،، ۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اپنی کتاب '' غنیة الطالبین ،، میں فرماتے ہیں کہ : '' السنة ، ماسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والجماعة : مااتفق علیہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،، یعنی : سنت سے مراد آں حضور ﷺ کا مقرر کردہ فعل وحکم ہے اور جماعت سے مراد وہ امر ہے جس پر صحابہ کی جماعت نے اتفاق کیا ہو ۔

اب اس کو ثبوت صحیح حدیث سنئے ۔ جب آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ : بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنت میں ، تو صحابہ کرام نے عرض کیا : وہ ایک جنتی فرقہ کون ہے ؟ آپ نے ارشاد فرمایا : '' ماأنا علیہ وصحابی (الترمذی کتاب الأیمان باب ماجاء فی افتراق ھذہ الأمة (2641)(5/26) . ،، یعنی : اس طریقہ والے جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب ۔ غور کیجئے حدیث شریف کے اس جملہ سے بھی یہی تعریف نکلتی ہے جسے حضرت نے بتایا تھا ۔ '' ما انا علیہ ،، سے اہل السنہ کے معنی ادا ہوتے ہیں یعنی : وہ طریقہ جس پر میں ہوں ۔ اور '' اصحابی ،، سے جماعت کے معنی ادا ہوتے ہیں ۔ یعنی : وہ طریقہ جس پر میرے صحابہ کی پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی جماعت متفق ہو ۔ خلاصہ یہ کہ '' اہل السنة والجماعت ،، وہ ہیں جو میرے طریقہ اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہوں ۔

یعنی : اہل سنت والجماعت کا صرف ایک ہی نام ہے اور کوئی نام نہیں ، وہ نام اہل حدیث ہے ۔ بدعتی انہیں کچھ بھی کہیں ، اس سے ان کا کچھ نہیں بگڑتا پھر بڑے پیر صاحب نے اسی فرقہ ''اہل سنت والجماعت ،، (اہل حدیث) کو ناجی بتلایا ہے فرماتے ہیں : ''وأما الفرقة الناجية فهی أہل السنة والجماعة ،، یعنی : نجات پانے والی جماعت اہل سنت والجماعت ہے ۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ فرقہ ناجیہ ''اہل سنت والجماعت ،، کا مصداق صرف اہل حدیث ہے ۔ اور بریلوی حنفی تو آں حضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کے طریقہ کے خلاف ، بدعات ورسوم شرکیہ ، عقائد کفریہ اعمال کے ارتکاب کی وجہ سے اس لقب کے مصداق ہرگز نہیں ہوسکتے ، اس لیے وہ بے دین وگمراہ ہیں ۔ پس مفتی بریلی نے اہل حدیثوں کو مسجد سے روکنے پر جو دلیل پش کی ہے اس کی رو سے وہ خود اس لائق ہیں کہ ان کو مسجد سے روک دیا جائے ۔

اور مسجد سے اہل حدیثوں کو کیوں کر روکا جاسکتا ہے جب کہ مسجد میں ذکرالٰہی سے منع کرنے والوں کو اس آیت کے اندر ظالم قرار دیا گیا ہے ۔ ارشاد ہے : ''ومن أظلم ممن منع مساجد اللہ أن یذکر فیھا اسمہ ،، اور جبکہ قرآن کریم نے مسجد پر کسی کی ملکیت نہیں رکھی نہ متولی کی ، نہ بانی کی ، نہ اہل محلّہ کی بلکہ فرماتا ہے : ''وان المساجد للہ ،، (الجن : 18) یعنی : مسجدیں صرف اللہ کی ملکیت ہیں اور جبکہ مسجد میں ذکرالٰہی ، نماز ، روزہ وغیرہ عبادات سے روکنا ابتداء اسلام میں کفار مکہ کا فعل تھا ، چنانچہ ارشاد ہے : ''ہم الذین کفروا وصدوکم عن المسجد الحرام والھدی معکوفا أن یبلغ محلہ ،، (الفتح : 24) اور ارشاد ہے : ''ولایجرمنکم شنان قوم ان صدوکم عن المسجد الحرام أن تعتدوا ،، (سورہ مائدہ : 6) یعنی : افسوس ہے ابتداء اسلام میں مسجد سے روکنا کافروں کا شیوہ تھا ۔ اور آج ان کافروں کی نیابت اس بارے میں وہ جماعت کررہی ہے ، جو بزعم باطل اپنے کو مسلمان ہی نہیں بلکہ بقول کی برعکس نہند نام زندگی کافور اپنے تیئں ''اہل السنہ والجماعت ،، کہلاتی ہے ۔ اور جب کہ آں حضرت ﷺ نے نجران کے عیسائی وفد کو باوجود صحابہ کے عرض معروض کرنے کے مسجد نبوی میں ان کے اپنے مذہب کے مطابق نماز پڑھنے کی اجازت دی اور انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے آپ کی موجودگی میں مسجد نبوی میں نماز پڑھی ۔ ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ، ابن جریر ، تفسیر مظہری ، تفسیر خازن وغیرہ ۔

افسوس جس پیغمبر کے یہ اخلاق ہوں جس کی یہ رواداری ہو ، آج اس کی امت کی یہ حالت ہے ۔ کہ فروعی اور وہ بھی صرف خیالی اختلاف کی بنا پر کلمہ گو ، موحد ، متبع سنت جماعت کو خدا کے گھروں میں خدا کا ذکر کرنے سے ، قبلہ کی منہ کرکے نماز پڑھنے سے روکے ۔ اور جبکہ حنفی مذہب کی معبر کتاب ہدایہ مطبوعہ مجتبائی جلد 2 کتاب الوقف ص : 625 میں ہے : ''لان السجد مالایکون لأحد فیہ حق المنع ،، یعنی : مسجد وہی ہے جس میں عبادت کرنے سے کسی کو روکنے کا حق نہ ہو ،، ۔ اور فتاویٰ خانیہ برحاشیہ عالمگیری مطبوعہ میمنیہ مصر جلد ثالث کتاب الوقف ص 321 کی آخر سطر میں ہے : ''لأن السجد حق اللہ تعالی وحق عامة المسلمین ،، یعنی : مسجد اللہ تعالی کا حق ہے ۔ اور عام مسلمانوں کا ،، ۔

نے خارجیوں سے کہا کہ : ''لا نمنعکم مساجد اللہ أن تذکروا فیھا اسم اللہ ،، یعنی : ''ہم تم کو مسجدوں سے نہیں روکتے کہ تم اس میں اللہ کا ذکر کرو ،، ۔ بحرالرائق مصری 2 36 میں ہے : ''لایجوز کتب تاریخ میں ہے کہ حضرت علی لأحد أن یمنع مؤمنا من عبادة یأتی بھا فی المسجد ،، یعنی : ہرگز ہرگز کسی شخص کو کسی وقت جائز نہیں کہ کسی مسلمان کو کسی قسم کی عبادت سے مسجد میں روکے ،، ۔ پھر مفتی بریلوی نے لکھا ہے : ''ان بددینوں کی نسبت اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے : ''وإما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعد الزکری مع القوم الظالمین ،، پھر تفسیرات احمدیہ سے یہ عبارت نقل کی ہے : ''وان القوم الظالمین یعم المبتدع والفاسق والکافر ، والقعود مع کلھم ممتنع ،، ، تمام مفسرین متفق ہیں کہ اس امر پر کہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے ، اور آیت کے سیاق وسباق سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے ۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے : ''وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ، وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَلَكِنْ ذِكْرَى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (69) وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ،، الآیة (الانعام : 68/69/ 70).

علامہ خازن اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں : ''الخطاب (وإذا رأیت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم والمعنی وإذا رأیت یا محمد ہؤلاء المشرکین الذین یخوضون فی آیاتنا یعنی القرآن الذي أنزلناہ إلیک والخوض فی اللغة ہو الشروع فی الماء والعبور فیہ ، ویستعار للأخذ فی الحدیث والشروع فیہ یقال : تخاوضوا فی الحدیث وتفاوضوا فیہ ، لکن أکثر ما یستعمل الخوض فی الحدیث علی وجہ اللعب والعبث وما یذم علیہ ومنہ قولہ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ وقیل : الخطاب فی وإذا رأیت لکل فرد من الناس والمعنی : وإذا رأیت أیہا الإنسان الذین یخوضون فی آیاتنا وذلک أن المشرکین کانوا إذا جالسوا المؤمنین وقعوا فی الاستہزاء بالقرآن وبمن أنزلہ وبمن أنزل علیہ ، فنہاہم اللہ أن یقعدوا معہم فی وقت الاستہزاء بقولہ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ یعنی فاترکہم ولا تجالسہم حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ یعنی حتی یکون خوضہم فی غیر القرآن والاستہزاء بہ وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ یعنی فقعدت معہم فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى یعنی إذا ذکرت فقم عنہم ولا تقعد مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ یعنی المشرکین قولہ تعالی : وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ قال ابن عباس : لما نزلت ہذہ الآیة وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ قال المسلمون : کیف نقعد فی المسجد الحرام ونطوف بالبیت وہم یخوضون أبدا؟ وفی روایة ، قال المسلمون : إنا نخاف الإثم حین نترکہم ولا ننہاہم فأنزل اللہ ہذہ الآیة وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ یعنی یتقون الشرک والاستہزاء من حسابہم من حساب المشرکین من شيء یعنی لیس علیہم شيء من حسابہم ولا آثامہم ،، الخ (تفسیر خازن).

اور علامہ ابوالبرکات احمد بن محمود النسفی اپنی تفسیر کے 2 28 میں لکھتے ہیں : ''وإذا رأیت الذین یخوضون فی آیاتنا) ای القرآن یعنی : یخوضون فی الاستہزاء بہا والطعن فیہا ، وکانت قریش فی اذیتہم یفعلون ذلک ، قال وروی أن المسلمین قالوا : لئن کنا نقوم کلما استہزءوا بالقرآن ، لم نستطع أن نجلس فی المسجد الحرام وأن نطوف فرخص لہم ،، (تفسیر).

اس مضمون کی دوسری آیت بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ آیت قریش ومشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۔ چنانچہ ارشاد ہے : ''وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مِثْلُهُمْ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ،، (سورة النساء : 140) علامہ زمخشری حنفی لکھتے ہیں : ''والمنزل علیہم فی الکتاب : ہو ما نزل علیہم بمکة من قولہ : (وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ) وذلک أن المشرکین کانوا یخوضون فی ذکر القرآن فی مجالسہم فیستہزءون بہ ، فنہی المسلمون عن القعود معہم ما داموا خائضین فیہ وکان أحبار الیہود بالمدینة یفعلون نحو فعل المشرکین ، فنہوا أن یقعدوا معہم کما نہوا عن مجالسة المشرکین بمکة وکان الذین یقاعدون الخائضین فی القرآن من الأحبار ہم المنافقون ،، (کشاف 1/232).

پس ایسی حالت میں جبکہ تمام مفسرین کے اقوال اور آیت کا سیاق وسباق ، اور اس مضمون کی دوسری آیت اس بات پر متفق ہوں کہ آیت مبحوثہ عنہا کہ مصداق وہ مشرکین مکہ اور علماء یہود ہیں جو قرآن کی تکذیب اور اس کے ساتھ استہزاء کرتے تھے ، تو اس کو اہل حدیثوں کو مسجدوں سے روکنے کے دلیل میں پش کرنا ، عقل وخرد کے کھودینے کی بین دلیل ہے ، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں میں حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا ہے : ''انہم انطلقوالی آیات أنزلت فی الکفار ، فجعلوہا علی المومنین ،، (بخاری شریف : کتاب استتابة المرتدین باب قتل الخوارج والملحدین بعد اقامة الحد علیہم 8/51) - اور اگر ہم یہ تسلیم کرلیں کہ یہ آیت فاسق ومبتدع کو بھی شامل ہے ، تب بھی اہل پرچلنے والے صرف اہل حدیث ہیں ۔ جن کے ایک ہاتھ میں قرآن ہے اور دوسرے ہاتھ میں حدیث رسول اور پس ، اور یہ بھی حدیث اس کا مصداق نہیں بن سکتے ۔ اوپر ثابت کیا جاچکا ہے کہ طریقہ رسول ﷺ اور طریقہ صحابہ لکھا جاچکا ہے کہ دنیا کی تمام بدعتوں اور شرکیہ رسموں میں بمتلا بریلوی حنفی ہیں ۔ پس ملاجیون مرحوم کی عبارت میں بمتدع اور فاسق سے مراد یہی بریلوی حنفی ہیں ، جنھوں نے دین میں ہزارہا بدعتیں نکال رکھیں ہیں ۔ بنابریں آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ان بمتدعین (بریلوی جنفیوں ودیگر اہل بدع) کے ساتھ مجالست نہ کرو ، چنانچہ تفسیر فتح البیان ن میں (3 176) پر مذکور ہے ''وفی ہذہ الآیة موعظة ، لمن یستمع بمجالسة المبتدعة ، الذین یحرفون کلام اللہ ، ویتلاعبون بکتبہ وسنة رسولہ ، ویردون ذلک إلی اہوائہم المضلة ، وتقلیداتہم الفاسدة وبدعتہم الکاسدة ،، الخ.

ونیز کسی بریلوی نے اہل حدیث کو بمتدع اس وجہ سے لکھا ہے کہ وہ آمین ، رفع یدین وغیرہ کرتے ہیں ، اور یہی اصل وجہ ہے ان کو مسجد سے روکنے کی ۔ آمین زور سے کہنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے ، اجماع صحابہ سے ثابت

ہے امام شافعی اورامام احمداس کے قائل ہیں ، حضرت پیران اس کوسنت بتاتے ہیں : '' والجہر بالقراۃ وآمین ،، (غنیۃ الطالبین ص : 10) اورعلامہ ابن الہمام حنفی لکھتے ہیں : '' وَلَوْكَانَ إِلَيَّ فِي هٰذَا شَيْءٌ لَوَفَّقْتُ بِأَنَّ رِوَايَةَ الْخَفْضِ يُرَادُ بِهَا عَدَمُ الْقَرْعِ الْعَنِيفِ ، وَرِوَايَةَ الْجَهْرِ بِمَعْنَى قَوْلِهَا فِي زِيرِ الصَّوْتِ وَذَيْلِهِ يَدُلُّ عَلَى هٰذَا مَا فِي ابْنِ مَاجَهْ « كَانَ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِذَا تَلَا { غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ } [الفاتحۃ : 7] قَالَ آمِينَ حَتَّى يُسْمِعَ مَنْ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَيَرْتَجَّ بِهَا الْمَسْجِدُ ،، (فتح القدیر : 207/1) اس بارے میں اگر مجھ سے پوچھا جائے تو میں دونوں روایتوں میں تطبیق دے سکتا ہوں کہ آہستہ سے آمین کہنے والی روایت سے یہ مراد ہے کہ بہت زور کی آواز نہ ہو، اورجہر کی روایت سے یہ مراد ہے کہ گونجی ہوئی آواز ہو،، بہرصورت آواز ہی سے کہنا ثابت ہوا ۔ اور مولانا عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں : '' والظاہر الحمل علی العملین ،، ''جہروسر دونوں جائز ہیں،، ۔ معلوم ہوا حنفی مذہب میں بھی بلند آواز سے آمین کہنا جائز ہے ۔ اورمولوی عبدالحیٔ حنفی فرنگی محلی لکھتے ہیں : '' والإنصاف أن الجہر قوي من حیث الدلیل ،، (التعلیق المجد ص : 82) یعنی : '' انصاف یہ ہے کہ اونچی آواز سے آمین کا ثبوت پختہ ہے ،، ۔ اسی طرح سے رفع الیدین اس کوسنت بتاتے ہیں : '' رفع الیدین عند الإفتتاح فی الرکوع والرفع منہ ،، متواتر احادیث سے ثابت ہے ، صحابہ برابر اس پر عمل کرتے رہے ۔ چاروں اماموں سے تین امام شافعی، احمد، مالک اس کے قائل ہیں ۔ خود پیران پیر (غنیۃ الطالبین ص : 10) یعنی : '' نماز میں پہلی تکبیر کے وقت اوررکوع جاتے وقت اوررکوع سے اٹھنے کے وقت رفع الیدین کرنا چاہیے '' ، اسی طرح بہت سے حنفی علماء اس کو جائز کہتے ہیں ، پس ایسے فعل کو جوسنت ہو اور جس کے چاروں اماموں سے اکثر قائل وفاعل ہوں بلکہ خود علماء حنفیہ بھی اس کو جائز سمجھتے ہوں ، اور سنت مانتے ہوں ، بدعت کہنا اوراس کے کرنے والے کو بدعتی کہنا سخت گناہ ہے ، کیونکہ سنت کو بدعت کہنے اور صحابہ اور ائمہ دین کو بلکہ اپنے علماء حنفیہ کو بھی بدعتی بنانے کے بعد کون ہے جو غیر بتدع رہ جائے گا پس ایسا کہنے والا شخص شرعا سخت مجرم بلکہ فاسق ، گمراہ وبددین ہے ۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں اگر بتدع شامل ہیں تو بتدع سے مراد وہ لوگ ہیں ، جودین اسلام میں ایسی باتیں نکالتے ہیں جوقرآن وحدیث وصحابہ کے طریقہ کے خلاف ہیں ، اورجن کا وجود خیرالقرون میں نہ تھا ، جن کو ہم شروع جواب میں مختصراً گناچکے ہیں ۔ بنابریں ملاجیون کی عبارت کے مصداق یہی بریلوی حنفی ہیں ۔ نہ کہ اہل حدیث جوکہ طریقہ رسول واصحاب رسول پر گامزن ہیں ۔ آخر میں اتنا اورعرض ہے کہ اس آیت میں مسجد سے روکنے کا حکم قطعاً موجود نہیں نہ صراحۃً نہ اشارۃً ۔

مفتی بریلوی نے اہل حدیثوں کو مسجد سے روکنے کی دوسری دلیل پش کی ہے '' اسی طرح اس کی نسبت حدیث میں آیا ہے '' إیاکم وإیاہم لایضلونکم ولایفتنونکم ،، یعنی : '' اپنے کوان سے دوررکھو اوران کو اپنے سے دوررکھو کہیں ایسا نہ ہووہ تمہیں گمراہ کردیں اورفتنہ میں ڈال دیں ۔ ،، یہ حدیث مسلم شریف (باب النھی عن الروایۃ عن الضعفاء والاحتیاط فی تحملھا 1/12) میں مطولا مروی ہے جس کو مفتی بریلی نے اپنے مطلب کے لیے ادھوری نقل کی ہے ۔ ہم پوری حدیث لکھ کر مختصراً بحث کریں گے تاکہ اس کے استدلال کی حقیقت واضح ہوجائے '' عن ابی ہُرَیْرَۃَ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ : « يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ ، يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ ، وَلَا آبَاؤُكُمْ ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ ، لَا يُضِلُّونَكُمْ ، وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ » (مسلم شریف) ملاعلی قاری حنفی شرح مشکوۃ میں 1 190 میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں : '' (يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ) ، أَيْ : آخِرَ زَمَانِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ (دَجَّالُونَ) : أَيْ : الْخَدَّاعُونَ يَعْنِي : سَيَكُونُ جَمَاعَةٌ يَقُولُونَ لِلنَّاسِ : نَحْنُ عُلَمَاءُ وَمَشَايِخُ نَدْعُوكُمْ إِلَى الدِّينِ وَهُمْ (كَذَّابُونَ) : فِي ذٰلِكَ (يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ) ، أَيْ : يَتَحَدَّثُونَ بِالْأَحَادِيثِ الْكَاذِبَةِ وَيَبْتَدِعُونَ أَحْكَامًا بَاطِلَةً وَاعْتِقَادَاتٍ فَاسِدَةً اہ . كَلَامُ الْمُظْهِرِ وَيَجُوزُ أَنْ تُحْمَلَ الْأَحَادِيثُ عَلَى الْمَشْهُورِ عِنْدَ الْمُحَدِّثِينَ ، فَيَكُونُ الْمُرَادُ بِهَا الْمَوْضُوعَاتِ ، وَأَنْ يُرَادَ مَا بَيْنَ النَّاسِ أَيْ يُحَدِّثُونَكُمْ بِالَّذِي مَا سَمِعْتُمْ عَنِ السَّلَفِ مِنْ عِلْمِ الْكَلَامِ (فَإِيَّاكُمْ) ، أَيْ : أَبْعِدُوا أَنْفُسَكُمْ عَنْهُمْ (وَإِيَّاهُمْ) ، أَيْ : بَعِّدُوهُمْ عَنْكُمْ (لَا يُضِلُّونَكُمْ ولايفتنونكم) أی لایوقعونکم فی الفتنۃ ، وہی الشرک ، قال اللہ تعالی : والفتنۃ أشد من القتل ،، أو یراد بہا عذاب الآخرۃ ، قال تعالی : '' ذوقوا فتنتکم ،، انتہی مختصراً ۔

اورمولوی عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کے ترجمہ میں لکھتے ہیں (یکون فی آخر ہذا الزمان دجالون کذابون) '' می باشند درآخرالزمان تلبیس کنندگان درویج دہندومردم رابمذاہب باطلہ وآرائے فاسدہ بخوانند (یأتونکم من الأحادیث بمالم تسمعوا أنتم والآباء کم) می آرند شمارا ازاحادیث آنچہ نشنیدہ اید شمانہ پدران شما یعنی بہ بہتان وافتراء مراد احادیث یا احادیث پیغمبر است ﷺ یا عام ازان شامل اخبار مردم ۔ (فإیاکم وإیاہم لایضلونکم ولایفتنونکم) گمراہ مگرداننداینشان شمارا ودرفتنہ بلاینداز ند شمارا مقصود تحفظ واحتیاط است درگرفتن دین واحتراز وپرہیزاز صحبت ارباب بدعت ومخالطت ایشان خصوصا آنہا کہ دعوت کنندو تلبیس نمایند (اشعۃ اللمعات 1 140) یہ پوری فارسی عبارت تقریبا ترجمہ ہے ملاعلی قاری کی شرح کا ، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آخرزمانہ میں میری امت میں ایسی مکاراورعیار جماعت پیدا ہوگی جواپنے کو علماء ، مشائخ ، پیروں ، زاہدوں ، عابدوں ، درویشوں ، خدارسیدہ لوگوں کی صورت میں ظاہر کرے گی اپنے کو مسلمان کا خیر خواہ بتائے گی ، تاکہ اپنی غلط وباطل باتیں اورفاسد عقیدے پھیلائے اورررائج کرسکے ۔ یہ لوگ تم سے آں حضرت ﷺ پر افترا وبہتان کرکے جھوٹی گھڑی ہوئی حدیثیں بیان کریں گے یا ایسی باتیں بیان کریں گے جن کا نہ سرہوگا نہ پیر ، یعنی : بے اصل یا نئے نئے مسئلے اونئے عقیدے ایجاد کریں گے ۔ پس تم ان ارباب بدعت کی مخالفت ومجالست سے پرہیز کرنا ، ایسا نہ ہووہ تم کو اپنے شرکیہ عقائد میں بتلا کردیں یا اپنی گمراہیوں میں پھنسا کرتم کو عذاب آخرت کا مستحق بنادیں ۔ اب آپ اپنے دل میں خدا کا خوف رکھ کر غورکیجیے کہ اس حدیث کا مصداق وہ اہل حدیث ہیں جولوگوں کو قرآن وحدیث یعنی : نتھری ہوئی توحید اوراتباع سنت کی دعوت دیتے ہیں یا وہ خانقاہی عیار مشائخ وپیر وصوفیہ ہیں جو باوجود جاہل ہونے کے اپنے کو عالم ظاہر کرتے ہیں اورسال میں اٹھ کر مریدوں میں گشت کرتے ہیں گلے میں بڑے بڑے دانوں کا گٹر مالا ، اورگیرو کی کفنی سر پر رنگا رنگ عمامہ ، جوگیوں کی سی لٹ بڑھا کر مثنوی ، ٹھمری ، دوہے ۔ اپنے پیروں کی جھوٹی کرامات بیان کرتے ہیں ۔ مریدوں کو شفاعت کی امید دلا کر اپنی پیریت وبیعت ونجات کا مدار بتا کر جنت وجہنم کا ٹھیکہ لے لیتے ہیں ، اور تمام بدعتوں کی جن کا اوپر ذکر ہوا ترغیب دلاتے ہیں ۔ ان کے ثبوت میں جھوٹی گھڑی ہوئی حدیثیں پش کرتے ہیں ۔ آں حضرت ﷺ کے فضائل میں قرآن وحدیث بیان کرنے کی بجائے جھوٹے قصے باطل روایات سناتے ہیں ۔ اوراگر کسی عاشق توحید وسنت نے ٹوک دیا توجھٹ وہابی کہہ کر مریدوں سے اس کو پٹواتے ہیں ۔ جو شخص بھی ان خانقاہی پیروں کے حالات اوروعظ کی مجلسوں سے واقف ہوگا ، وہ یقیناً اس حدیث کا مصداق انہیں بریلوی عقیدہ رکھنے والے مکار مشائخ اورپیروں کو یقین کرے گا ۔ اسی لیے علامہ سنوسی فرماتے ہیں : '' علماء السوء والرہبان ، غیر أہل السنۃ کلہم داخلون فی ہذا المعنی ، وما أکثرہم فی زماننا ، نسأل اللہ سبحانہ تعالی السلامۃ من شرہذا الزمان ، شرأہلہ ،، (فتح الملہم 1/127) ۔

مفتی بریلوی نے اہل حدیثوں کو مسجد سے روکنے کی تیسری دلیل اس طرح لکھی ہے اوراین حبان کی حدیث میں آیا ہے کہ حضوراقدس ﷺ فرماتے ہیں : '' لاتضلوا معہم ،، مفتی نے پوری حدیث نقل نہیں کی تاکہ معلوم ہوسکے کہ اس جملہ کا سیاق وسباق کیا ہے ؟ اوریہ ارشاد کس کے بارے میں ہے ؟ کتاب وصفحہ کا حوالہ بھی نہ دیا !!، اس لیے نہیں کہا جاسکتا کہ یہ آں حضرت ﷺ کی حدیث بھی ہے یا نہیں ۔ پس جب تک یہ ثابت نہ ہوجائے کہ فلاں معتبر کتاب میں یہ روایت موجود ہے اورجب تک ساکے تمام الفاظ سامنے نہ آجائیں ، اس ادھورے جملہ سے مخالف کے سامنے مسئلہ شرعیہ پر استدلال کرنا جہل ہے ۔ تعجب ہے ان بریلوی حنفیوں پر!!؟ ۔ (مصباح بستی جون 1945ء)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1